122639 ـ آيت: " الزانى لاينك حالا زانية او مشركة " كى تفسير

سوال

برائے مہربانى سورة النور كى آيت نمبر ايك دو اور تين نمبر آيت كى تفسير بتائيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اللہ تعالى كے فرمان:

زانى مرد سوائے زانيہ يا مشرك عورت كے اور سے نكاح نہيں كرتا، اور زناكار عورت بھى بجز زانى يا مشرك مرد كے اور سے نكاح نہيں كرتى اور ايمان والوں پر يہ حرام كر ديا گيا ہے النور (3).

مفسرين اس كى مراد ميں اختلاف كرتے ہيں، كہ عفيف مرد زانيہ عورت سے اس وقت تك شادى نہيں كر سكتا جب تك وہ عورت توبہ نہ كر لے، اور اسى طرح عفيفہ اور پاكباز عورت بھى كسى زانى مرد سے شادى نہيں كر سكتى جب تك وہ مرد توبہ نہ كر لے، اس ميں دو قول ہيں:

پہلا قول:

يہ آيت حرمت پر دلالت كرتى ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ كا قول يہى ہے جيسا كہ ہم مغنى ابن قدامہ ميں پاتے ہيں ديكھيں: (7 / 108).

اور شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ اور ان كے شاگرد ابن قيم رحمہ اللہ نے بھى بہت سارے دلائل كے ساتھ اس كى تائيد كى ہے.

ديكھيں: مجموع الفتاوى الكبرى (15 / 315) اور (32 / 113)، اور اغاثۃ اللھفان (1 / 65).

ہمارى اس ويب سائٹ ميں يہى قول اختيار كيا گيا جو كئى ايك سوالات كے جوابات ميں بيان ہو چكا ہے، اس كا مطالعہ كرنے كے ليے آپ سوال نمبر (85335) اور (96460) اور (104492) كے جوابات كا مطالعہ كريں.

امام شافعى رحمہ اللہ كا بھى قول اسى طرح ہے، ليكن امام شافعى كہتے ہيں كہ يہ آيت منسوخ ہے، اور انہوں نے زانى مرد يا عورت كا نكاح جائز قرار ديا ہے.

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" مفسرین کا اس آیت کے بارہ میں واضح اختلاف ہے، اور ہمارے ہاں جو یہ ہے ۔ اللہ اعلم ۔ جو ابن مسیب رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے، اس کی ناسخ آیت یہ ہے:

اور تم میں سے جو مرد و عورت بےنکاح کے ہوں ان کا نکاح کر دو، اور اپنے نیك بخت غلام اور لونڈیوں کا بھی النور (32).

تو یہ مسلمانوں میں سے بےنکاح مرد و عورت ہیں، جیسا کہ ابن مسیب رحمہ اللہ کا کہنا ہے ۔ ان شاء اللہ ۔ اور کتاب و سنت میں اس کے دلائل پائے جاتے ہیں " انتہی

دیکھیں: الام (5 / 158).

دوسرا قول:

یہ اصلا حرمت پر دلالت کرتی ہے، اکثر اہل علم کا قول یہی ہے.

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اللہ سبحانہ و تعالی کی جانب سے یہ خبر ہے کہ زانی مرد صرف زانیہ یا مشرکہ عورت سے ہی وطئ کرتا ہے، یعنی اس مرد کی زناکاری کی مراد صرف وہی عورت پوری کرتی ہے جو زانیہ یا مشرکہ ہو جو اسے حرام نہ جانتی ہو.

اور اسی طرح " زانیہ عورت بھی زانی مرد کے علاوہ کسی اور سے نکاح نہیں کرتی " یعنی زنا اور شرك کا گناہ کرنے والے کے علاوہ کسی اور سے نہیں " جو اس کی حرمت کا اعتقاد نہ رکھتا ہو.

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ:

یہ نکاح کے ساتھ نہیں، بلکہ یہ جماع ہے، اس سے زنا وہی کرتا ہے جو زانی اور مشرك ہے.

اس کی سند صحیح ہے، اور کئی ایك طریق سے مروی ہے.

اور مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر، اور عروۃ بن زبیر، ضحاك، مکحول، مقاتل بن حیان وغیرہ سے بھی اسی طرح مروی ہے " انتہی

دیکھیں: تفسیر القرآن العظیم (6 / 9).

ان دونوں اقوال كا مناقشہ كرنے ميں بہت باريك بينى چاہيے، اس كى شرح و وضاحت علامہ امين شنقيطى رحمہ اللہ نے اپنى كتاب اضواء البيان ميں كى ہے يہاں ہم اختصار كے ساتھ انكى كلام نقل كرتے ہيں:

" اس كتاب مبارك ميں جو بيان پائے جاتے ہيں اس كى انواع ميں يہ بھى ہے كہ: بعض علماء اس آيت ميں كوئى ايك قول كہيں، اور اس قول كے صحيح نہ ہونے پر اسى آيت ميں كوئى قرينہ پايا جاتا ہو، اس كى مثال يہى آيت ہے:

اس كى وضاحت كچھ اس طرح ہے كہ:

علماء كرام كا اس آيت ميں نكاح سے مراد ميں اختلاف پايا جاتا ہے.

كچھ لوگ تو كہتے ہيں كہ اس آيت ميں نكاح سے مراد وطئ ہے جو كہ نفس زنا ہے.

اور اہل علم كى ايك جماعت كہتى ہے كہ: اس آيت ميں نكاح سے مراد عقد نكاح ہے.

ان كا كہنا ہے كہ: كسى بھى عفيف شخص كے ليے اپنے سے برعكس كسى زانيہ عورت سے شادى كرنا جائز نہيں، اور يہى قول ـ كہ آيت ميں نكاح سے مراد شادى ہے نا كہ وطئ ـ اس آيت ميں ہى اس قول كے صحيح نہ ہونے پر ايك قرينہ ہے، اور يہ قرينہ يہ ہے كہ آيت ميں مشرك مرد اور مشرك عورت كا ذكر كيا گيا ہے؛ كيونكہ كسى مسلمان زانى شخص كے ليے كسى مشركہ عورت سے شادى كرنا حلال نہيں.

اس ليے كہ فرمان بارى تعالى ہے:

اور تم مشرك عورتوں سے اس وقت تك نكاح مت كرو جب تك وہ ايمان نہ لے آئيں .

اور فرمان بارى تعالى ہے:

نہ تو يہ عورتيں ان مردوں كے ليے حلال ہيں، اور نہ ہى يہ مرد ان عورتوں كے ليے حلال ہيں .

اور فرمان بارى تعالى ہے:

اور تم كافروں كى عصمت كو مت روكو .

اور اسى طرح مسلمان زانى عورت كے ليے مشرك مرد سے نكاح كرنا جائز نہيں؛ كيونكہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور تم مشرك مردوں سے اس وقت تك نكاح مت كرو حتى كہ وہ ايمان لے آئيں .

چنانچہ مشرك مرد اور مشركہ عورت سے نكاح كسى بھى حال ميں حلال نہيں، اور يہ ايك ايسا قرينہ ہے جو اس پر دلالت كرتا ہے كہ آيت ميں نكاح سے مراد وطئ جو كہ زنا ہے نہ كہ عقد نكاح؛ كيونكہ مشرك اور مشركہ كے ذكر كے ساتھ عقد نكاح كى كوئى مناسبت نہيں.

آپ كے علم ميں ہونا چاہيے كہ عفت و عصمت والے شخص كے زانى عورت كے نكاح ميں علماء كرام كا اختلاف ہے، ايك گروہ جس ميں آئمہ ثلاثۃ شامل ہيں كہتا ہے كہ كراہت تنزيہى كے ساتھ زانى عورت كے ساتھ نكاح جائز ہے، امام مالك اور ان كے اصحاب اور ان كو موافقت كرنے والوں كے ہاں كراہت تنزيہى كے ساتھ ان كے دلائل درج ذيل ہيں:

اللہ تعالى كا عمومى فرمان ہے:

اور تمہارے ليے اس كے علاوہ حلال كى گئى ہيں .

يہ آيت اپنے عموم كے اعتبار سے زانى اور عفيف دونوں كو شامل ہے.

اور اللہ سبحانہ و تعالى كا عمومى فرمان ہے:

اور تم اپنے ميں سے بےنكاح مرد و عورت كا نكاح كر دو .

يہ آيت بھى زانى اور عفيف عورت دونوں كو شامل ہے، اس ميں ان كے دلائل يہ ہيں:

ابن عباس رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں كہ:

" ايك شخص نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے پاس آيا اور عرض كرنے لگا:

ميرى عورت كسى چھونے والے كا ہاتھ واپس نہيں كرتى.

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا: اسے عليحدہ كر دو تو وہ شخص كہنے لگا: مجھے خدشہ ہے كہ ميرا دل اس كا پيچھا كريگا ؟

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا: تو پھر اس سے فائدہ اٹھاؤ "

بلوغ المرام ميں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حديث كے يہى الفاظ ذكر كرنے كے بعد كہتے ہيں:

" اسے ابوداود اور ترمذى اور بزار نے روايت كيا ہے، اور اس كے رجال ثقات ہيں، اور دوسرے طريق سے نسائى نے

بھی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

" تم اسے طلاق دے دو "

تو اس شخص نے عرض کیا: میں اس کے بغیر صبر نہیں کر سکتا ، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر اسے رکھو " اھـ ماخوذ از بلوغ المرام.

پھر یہ بھی معلوم ہو کہ جنہوں نے زانی مرد اور زانی عورت کی شادی کو جائز قرار دیا ہے انہوں نے اس آیت کا:

زانی مرد زانی عورت یا مشرکہ عورت کے علاوہ کسی سے نکاح نہیں کرتا.

کا جواب دو طرح سے دیا ہے:

پہلا جواب:

آیت میں نکاح سے مراد وطئ ہے جو بعینہ زنا ہے، ان کا کہنا ہے کہ اس آیت سے زنا کی قباحت اور اس سے شدت نفرت بیان کرنا مراد ہے؛ کیونکہ زانی شخص کے زنا میں زنا پر وہی عورت تیار ہوتی ہے جو شرک کی وجہ سے خسیس ہو اور اتنی گری ہوئی ہو کہ وہ اسے حرام نہ سمجھے یا پھر زانیہ اور فاجرہ قسم کی عورت.

اس قول کی بنا پر اللہ تعالی کے فرمان:

اور یہ مومنوں پر حرام کیا گیا ہے.

کا اشارہ وطئ کی طرف ہے جو کہ زنا ہے، اللہ تعالی ہمیں اور ہمارے مسلمان بھائیوں کو اس سے محفوظ رکھے، اس بنا پر مشرک اور مشرکہ کے ذکر پر اس قول کے مطابق کوئی اشکال نہیں رہتا.

دوسرا جواب:

ان کا کہنا ہے کہ: اس آیت میں نکاح سے مراد شادی کرنا ہے، لیکن یہ آیت:

زانی مرد صرف زانی عورت سے ہی نکاح کرتا ہے.

اس آیت کے ساتھ منسوخ ہے:

اور تم اپنے میں سے غیر شادی شدہ مرد و عورت کا نکاح کر دو .

اس کو منسوخ کہنے والوں میں سعیب بن مسیب اور امام شافعی رحمہما اللہ شامل ہیں.

اور اس آیت کی تفسیر میں قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ابن عباس اور ان کے اصحاب سے مروی ہے کہ اس آیت میں نکاح سے مراد وطئ ہے.

اور ابن عباس صحابہ کرام میں سب سے زیادہ تفسیر کا علم رکھنے والے ہیں، اور عربی زبان کے علم میں بھی ان کے متعلق کوئی شك نہیں، چنانچہ اس آیت میں ان کا قول کہ یہاں نکاح سے مراد جماع ہے عقد نکاح نہیں یہ بھی اس کی دلیل ہے کہ یہ بھی فصیح عربی زبان میں جاری تھا.

چنانچہ یہ دعوی کرنا کہ یہ تفسیر عربی میں صحیح نہیں اور قبیح ہے کو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا قول رد کرتا ہے.

اور اہل علم میں سے کچھ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ زانی مرد کا عفیف عورت سے اور زانی عورت کا عفیف مرد سے شادی کرنا جائز نہیں، امام احمد کا مسلك یہی ہے، اور حسن اور قتادہ سے بھی مروی ہے، اس قول کے مالك علماء نے آیات اور احادیث سے استدلال کیا ہے:

اس آیت سے استدلال کرتے ہیں جس کے متعلق ہماری بحث چل رہی ہے کہ فرمان باری تعالی ہے:

زانی مرد سوائے زانیہ یا مشرك عورت کے اور سے نکاح نہیں کرتا، اور زناکار عورت بھی بجز زانی یا مشرك مرد کے اور سے نکاح نہیں کرتی اور ایمان والوں پر یہ حرام کر دیا گیا ہے النور (3).

ان کا کہنا ہے کہ: اس آیت میں نکاح سے مراد شادی ہے، اور اس کی حرمت میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور ایمان والوں پر یہ حرام کر دیا گیا ہے النور (3).

ان کا کہنا ہے: (ذلك) یہ زانی شخص کی غیر زانی یا مشرك کی طرف راجع ہے، اور زانی مرد کا عفیف عورت اور عفیف مرد کا زانی عورت سے شادی کی حرمت میں قرآنی نص ہے.

اور انہوں نے اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے:

اور مومن پاکباز عورتیں، اور تم سے پہلے اہل کتاب کی پاکباز عورتیں بھی جب تم انہیں ان کے مہر دے دو عفت اختیار کرتے ہوئے، نہ کہ بدکاری کرتے ہوئے اور خفیہ طور پر دوستی لگاتے ہوئے .

ان کا کہنا ہے کہ فرمان باری تعالی:

عفت و عصمت اختیار کرتے ہوئے نہ کہ بدکاری کرتے ہوئے.

یعنی عفت و عصمت کے ساتھ نہ کہ زانی بن کر، اور اس آیت کا مفہوم مخالف یہ ہوا کہ بدکار جو کہ زانی شخص ہے اس کا عفیف مومن عورت کے ساتھ نکاح جائز نہیں، اور نہ ہی اہل کتاب کی عفیف اور پاکباز عورت سے.

اور فرمان باری تعالی ہے:

تم ان کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کر لو، اور قاعدے کے مطابق ان کے مہر ان کو دو، وہ پاکدامن ہوں نہ کہ علانیہ بدکاری کرنے والیاں، نہ خفیہ آشنائی کرنے والیاں .

تو یہاں فرمان باری تعالی:

وہ پاکدامن ہوں نہ کہ علانیہ بدکاری کرنے والیاں .

یعنی عفت و عصمت کی مالك ہوں زانی نہ ہوں، اور اس آیت کا مفہوم مخالف یہ سمجھ میں آیا کہ اگر وہ علانیہ بدکاری کرنے والیاں ہیں اور عفت و عصمت کی مالك نہیں تو ان سے شادی کرنا جائز نہیں.

اس قول کے مالك کے دلائل میں یہ بھی شامل ہے کہ: اس آیت:

" زانی مرد زانی یا مشرکہ عورت کے علاوہ کسی سے نکاح نہ کرے"

کے سبب نزول میں جتی بھی احادیث وارد ہیں وہ سب عقد نکاح کے بارہ میں ہیں اور ایك بھی وطئ اور جماع کے متعلق نہیں، اور اصول فقہ میں یہ مقرر ہے کہ سبب نزول کی صورت قطعی دخول ہے، اور سنت میں اس آیت کے متعلق کہے گئے قول کی تائید بھی ملتی ہے، کہ اس آیت میں نکاح سے مراد شادی ہے، اور زانی مرد اپنے جیسی زانیہ عورت سے ہی شادی کریگا.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" زانی جسے کوڑوں کی حد لگائی گئی ہو وہ اپنے جیسی کے علاوہ کسی اور سے شادی نہیں کرتا "

ابن حجر رحمہ اللہ بلوغ المرام میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث کے متعلق کہتے ہیں:

اسے امام احمد اور ابو داود نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقات ہیں.

اس کے سبب نزول میں وارد شدہ احایث:

عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ام مہزول نامی عورت کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت طلب کی جو اس کے ساتھ بدکاری کیا کرتی تھی، اور اس سے شرط رکھتی تھی کہ وہ اس کا خرچ برداشت کرے گی، تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی یا آپ کے سامنے اس معاملہ کو ذکر کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھی:

" زانی عورت زانی یا مشرک مرد کے علاوہ کسی اور سے شادی نہیں کرتی "

اسے احمد نے روایت کیا ہے.

اور عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی روایت بھی اسی میں شامل ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

مرثد بن ابو مرثد غنوی مکہ سے قیدی اٹھا کر لایا کرتے تھے، اور مکہ میں عناق نامی ایک بدکار عورت تھی جو ان کی دوست تھی، راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں عناق سے شادی کر لوں ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے اور یہ آیت نازل ہوئی:

" زانی عورت سے زانی یا مشرک مرد کے علاوہ کوئی اور نکاح نہیں کرتا "

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور میرے سامنے یہ آیت پڑھی، اور فرمایا: تم اس سے نکاح مت کرو "

اسے ابو داود اور نسائی اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے اسے حسن غریب قرار دیا اور کہا ہے کہ ہم اسے اس طریق کے علاوہ نہیں جانتے.

ان کا کہنا ہے کہ یہ اور اس طرح کی احادیث بہت ہیں جو درج اس آیت:

" زانی مرد زانی یا مشرک عورت کے علاوہ کسی اور سے نکاح نہیں کرتا "

میں نکاح سے مراد شادی پر دلالت کرتی ہیں نہ کہ وطئ اور جماع پر، اور نزول کی صورت قطعی الدخول ہے؛ جیسا کہ فیصلہ شدہ بات ہے.

اور زاد المعاد میں ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" زانیہ کے زنا کے متعلق اللہ سبحانہ و تعالی نے سورۃ النور میں اس کے حرام ہونے کی صراحت کی ہے، اور بتایا ہے کہ جو بھی زانیہ عورت سے نکاح کرتا یا تو وہ زانی ہے یا پھر مشرك کیونکہ یا تو وہ اللہ سبحانہ و تعالی کے حکم کا التزام کریگا، اور وہ اپنے اوپر اس کے وجوب کا اعتقاد رکھتا ہے یا نہیں، اگر وہ اس کا التزام نہیں کرتا اور اعتقاد نہیں رکھتا تو وہ مشرك ہے، اور اگر التزام کرتا اور اس کے وجوب کا اعتقاد رکھتا ہے، اور اس کی مخالفت کرے تو وہ زانی ہے، پھر اس کے حرام ہونے کی صراحت کرتے ہوئے فرمایا:

" اور یہ مومنوں پر حرام کیا گیا ہے "

اور یہ مخفی نہیں کہ اس آیت کو درج ذیل آیت سے منسوخ ہونے کا دعوی کمزور ترین قول ہے

فرمان باری تعالی ہے:

" اور تم اپنے غیر شادی شدہ مرد و عورت کا نکاح کر دو "

اور اس سے بھی کمزور تو یہ ہے کہ نکاح کو زنا پر محمول کیا جائے.

اس طرح تو آیت کا معنی یہ ہو جائیگا کہ:

" زانی تو زانیہ یا مشرکہ عورت کے علاوہ کسی اور سے زنا نہیں کرتا، اور زانیہ عورت سے زانی یا مشرک مرد ہی زنا کرتا ہے اس کے علاوہ کوئی اور نہیں، اور کلام اللہ اس طرح سے محفوظ اور مبرا ہے، اور اسی طرح آیت کو بدکار مشرکہ عورت پر محمول کرنا بھی آیت کے الفاظ اور سیاق سے انتہائی دور ہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے تو آزاد عورتوں اور غلام عورتوں کا نکاح عفت و عصمت کی شرط سے مباح کرتے ہوئے فرمایا:

تم ان کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کر لو، اور قاعدے کے مطابق ان کے مہر ان کو دو، وہ پاکدامن ہوں نہ کہ علانیہ بدکاری کرنے والیاں، نہ خفیہ آشنائی کرنے والیاں .

چنانچہ اس کا نکاح اس حالت میں مباح کیا ہے اس کے علاوہ نہیں، اور یہ مفہوم دلالت میں سے نہیں، کیونکہ اصل میں حرمت ہے، اس لیے اس کی اباحت کو اس پر ہی مقتصر کیا جائیگا جو شریعت میں وارد ہے، اور اس کے علاوہ اصل پر حرام ہی ہے، ابن قیم رحمہ اللہ کی کلام ختم ہوئی.

ہم نے دو یہ دلائل ذکر کیے ہیں وہی دلائل ہیں جو زانی مرد کے عفیف عورت اور عفیف مرد کے زانیہ عورت سے شادی کی ممانعت کے دلائل ہیں، اور جب آپ کو زانی مرد اور عورت کے نکاح کے مسئلہ میں اہل علم کے اقوال اور ان کے دلائل کا علم ہو گیا تو اب ہم ان کے دلائل کا مناقشہ کرتے ہیں:

ابن قیم رحمہ اللہ کا قول کہ:

آیت میں زنا کو وطئ پر محمول کرنا، اس جیسے سے کتاب اللہ کو محفوظ رکھنا چاہیے، اس کا رد ابن عباس کے قول میں ہے کہ ابن عباس عربی زبان اور قرآن مجید کے معانی کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، ان سے صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے آیت میں زنا کو وطئ پر محمول کیا ہے، اگر ایسا ہے تو پھر یہ ضروری تھا کہ اس طرح کی کلام سے کتاب اللہ کو محفوظ رکھا جاتا، یہ بات صحیح ہوتی تو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اسے اس سے ضرور محفوظ رکھتے، اور یہ قول نہ کہتے، اور ان پر مخفی نہیں ہو سکتا کہ اس جیسی چیز سے محفوظ رکھنا چاہیے.

اور ابن عربی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی اس آیت میں زنا کی وطئ کے ساتھ تفسیر کرنے کے بارہ میں کہتے ہیں کہ یہ معنی صحیح ہے. انتہی بواسطہ قرطبی.

اور سعید بن مسیب اور امام شافعی کا قول کہ: آیت:

زانی مرد زانیہ یا مشرکہ عورت سے شادی نہیں کرتا .

اس آیت:

اور اپنے میں سے غیر شادی شدہ مرد اور عورت کا نکاح کر دو .

سے منسوخ ہے، یہ مطلق آیت " زانی مرد زانیہ یا مشرکہ " سے عام ہے، لہذا مذکور آئمہ ثلاثہ کے مقرر کردہ اصول میں اسے منسوخ کا قول کہنا ممنوع ہے، بلکہ ابو حنیفہ کے مقرر کردہ اصول میں جائز ہے، جیسا کہ ہم اس کی وضاحت سورۃ الانعام میں کر چکے ہیں، اور سعید اور امام شافعی کے منسوخیت والے قول کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے یہ آیت میں موجود قرینہ سے سمجھا ہے، وہ یہ کہ:

آیت میں آزاد مرد و عورت کو اصلاح سے مقید نہیں کیا گیا، بلکہ غلام مرد اور عورت میں اصلاح کی قید ہے، اسی لیے آیت کے بعد آگے فرمایا:

اور تمہارے غلام اور لونڈیوں میں سے نیک و صالح .

اس کو مقید کرنے والے کہتے ہیں اللہ انہیں معاف کرے:

یہ آیت کریمہ تحقیق کے اعتبار سے سب سے مشکل آیات میں شامل ہوتی ہے؛ کیونکہ اس میں نکاح کو شادی پر محمول کرنا مشرک مرد اور مشرک عورت کے ذکر سے مناسبت نہیں رکھتا، اور نکاح کو وطئ پر محمول کرنا اس آیت کے متعلق وارد شدہ احادیث کے مناسب نہیں جوآیت میں نکاح سے مراد شادی پر متعین کرنے پر دلالت کرتی ہیں.

اس آیت میں اشکال سے نکلنے کے لیے مجھے کوئی واضح مخرج نہیں ملتا، لیکن کچھ تعسف کے ساتھ، وہ یہ کہ اصولیوں کے ہاں سب سے صحیح قول ۔ جیسا کہ ابو العباس ابن تیمیہ نے اپنے رسالہ " فی علوم القرآن " میں تحریر کیا ہے، اور مذاہب اربعہ کے جلیل القدر علماء کی طرف منسوب کیا ہے ۔ وہ یہ قول ہے کہ مشترك کو دو یا اس سے زائد معانی پر محمول کرنا جائز ہے، اس لیے آپ کے لیے یہ کہنا جائز ہے:

چوروں نے کل رات زید کی آنکھ پر زیادتی کی، اور آپ کی اس سے مراد یہ ہو کہ چوروں نے دیکھنے اور جاری آنکھ زخمی کر دی، اور اس کی آنکھ ہی چوری کر لی جو اس کا سونا اور چاندی تھی.

اور جب آپ کو یہ علم ہو گیا تو آپ یہ جان لیں کہ نکاح کا لفظ وطئ اور شادی دونوں معنوں میں مشترك ہے، اس کے خلاف جس نے ان دونوں میں سے کسی ایك کی حقیقت اور دوسرے کے مجاز کا خیال کیا، جیسا کہ ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں.

اور مشترك کو دو معنوں میں سے ایك پر محمول کرنا جائز ہوا تو آیت میں نکاح کو وطئ اور شادی دونوں پر محمول کیا جا سکتا ہے، اور مشرك اور مشرکہ کا ذکر عقد کی بجائے نکاح کی تفسیر میں ہوگا، اور یہ اس تعسف کی ایك نوع ہے جس کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں باقی علم تو اللہ کے پاس ہے.

اور اکثر اہل علم زانیہ عورت سے شادی کی اباحت پر ہیں اور اس کی ممانعت میں کم، اور آپ کو سب کے دلائل معلوم ہو چکے ہیں.

یہ بھی جان لیں کہ جنہوں نے عفیف کا زانیہ عورت سے شادی جائز قرار دی ہے ان کے قول سے یہ لازم نہیں آتا کہ زانیہ عورت کا خاوند دیوث ہو؛ کیونکہ اس نے اس زانیہ عورت سے اس کی حفاظت کرنے اور اسے ایسے کام کے ارتکاب سے روکنے کے لیے شادی کی تا کہ اسے اس عمل سے روك سکے جو کرنا جائز نہیں، کہ وہ اسکی ہمیشہ نگرانی کریگا.

اور جب گھر سے باہر جائے تو گھر کے دروازے مقفل کر کے جائے، اپنے بعد اس کی حفاظت کرنے کی وصیت کی، یہ اس شدت غیرت اور اس کو شك والی چیز سے بچانے اور اس کو شك سے بچانے کے لیے کیا، اور اگر خاوند کا اپنی بیوی کی خفاظت کے باوجود بیوی سے کوئی ایسا عمل سرزد ہو گیا جس کا خاوند کو علم نہیں تو خاوند پر کچھ نہیں، اور اس طرح وہ دیوث نہیں ہو گا جیسا کہ معلوم ہے.

اس مسئلہ میں ہمارے لیے یہی ظاہر ہے کہ مسلمان شخص کو عفیف عورت سے ہی شادی کرنی چاہیے، اس کے دلائل وہ آیات ہیں جو ہم ذکر کر چکے ہیں، اور یہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ:

" تیرے ہاتھ خاك میں ملیں تو دین والی کو اختیار کر "

باقی علم تو اللہ کے پاس ہے " شیخ شنقیطی رحمہ اللہ کی کلام ختم ہوئی.

دیکھیں: اضواء البیان (5 / 417 ـ 428).

واللہ اعلم .